بفیض: تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم محمد مصطفی رضا قادری نوری رضی اللہ عنہ

ردِ غیر مقلدین پر علامہ فیض احمد اویسی صاحب کے چند رسائل کا مجموعہ

فقہ حنفی
اور
وہابی

تحقیق و تصنیف

حضور مفسرِ اعظم پاکستان، فیضِ ملت، شیخ القرآن و حدیث، خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ الحافظ مفتی پیر محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر: جماعت رضائے مصطفیٰ

شاخ اورنگ آباد، مہاراشٹر

نام کتاب: دو حکی اور وہابی

مصنف: علامہ مفتی فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ

کمپوزنگ: صاحبزادہ مفتی محمد فیاض احمد اویسی مدظلہ العالی

تصحیح: محمد زبیر قادری

سن اشاعت: بموقع عرس اعلیٰ حضرت ۱۴۳۷ھ/۲۰۱۵ء

تعداد: 1100

صفحات: 232

قیمت: 120/- روپے۔

تقسیم کار

تاج الشریعہ کتاب گھر

چمپا مسجد کے سامنے، چمپا چوک، اورنگ آباد، مہاراشٹر

رابطہ: 9665947665

ای میل: hanfirazvi@gmail.com

عرضِ ناشر

الحمد للہ عزوجل جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ اورنگ آباد کے تحت سال گذشتہ 2015 میں چھ اہم کتابوں کا سیٹ شائع کیا گیا۔ جسے بڑی پذیرائی و کامیابی ملی۔ ان میں سے چند کتب تو اس قدر اہم تھیں کہ قلیل عرصے میں دو تین ایڈیشن شائع ہو کر ختم ہو گئے۔ الحمد للہ ... امسال بھی مزید ہمت بڑھاتے ہوئے ہم بارہ کتابوں کا سیٹ شائع کر رہے ہیں، جن میں اکثر کتب ہندوستان میں پہلی مرتبہ شائع ہو رہی ہیں۔ تمام ہی کتب مختلف موضوعات پر اہم ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب کے غیر مقلدین کے رد میں لکھے گئے چند رسائل کا یہ مختصر کتب کا مجموعہ شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ کتاب حالات حاضرہ کے تحت عوام اہل سنت کے لیے بے حد مفید ہیں کہ ان کے مطالعے سے معلومات میں اضافہ ہوگا جو وہابی غیر مقلدین سے بچنے اور ردفع میں کام آئے گا۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ اس کتاب کو عام کیا جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل مصنف کی اس سعی کو قبول فرمائے، ومحبتین کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو نافع ہر خاص وعام بنائے۔ نیز ہماری اس کاوش کو قبول عام فرمائے۔ آمین، ثم آمین بجاہ حبیک سید المرسلین

خادم اہل سنت

محمد گل حسان حنفی رضوی

(سیکریٹری: جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ اورنگ آباد (مہاراشٹر))

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امابعد! آئے دن وہابی غیر مقلد احناف کے خلاف لمبے لمبے اشتہار چھاپ کر انتشار پھیلا رہے ہیں اور اس سے ان کا مقصد سوائے فتنہ وفساد کے اور کچھ نہیں، ورنہ دین کی خدمت کے ہزاروں شعبے اس قابل ہیں کہ ان کی بار بار اشاعت کی جائے لیکن ان کا نام تک نہیں لیا جاتا، صرف اسی لیے کہ ان کی اشاعت میں فتنہ انگیزی نہیں بلکہ اصلاح اسلام ہے، لیکن انہیں اصلاح سے کیا کام؟! انہی کے لیے گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡمُفۡسِدُوۡنَ. (پارہ ۱، سورۃ البقرہ، آیت ۱۲)

سنتا ہے وہی فسادی ہیں۔

فقیر چند نمونے ان کے مختلف تصانیف واشتہارات سے سوالیہ لکھ کر ان کے جوابات عرض کرتا ہے تاکہ بھولے بھالے احناف ان کے دام تزویر میں گرفتار نہ ہوسکیں۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

محمد فیض احمد اویسی

فقہ حنفی اور وہابی

سوال} حنفی فقہ میں ہے "بِنَبِیذِ التَّمْرِ" یعنی نشہ آور شراب سے وضو جائز ہے۔
چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ

قَالَ أَبُو حَنِیفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ یَتَوَضَّأُ بِنَبِیذِ التَّمْرِ وَلَا یَتَیَمَّمُ۔

(الفتاوی الہندیۃ، الفصل الثانی فیما لایجوز بہ التوضؤ، جلد ۱، ص ۲۱)

نشہ آور شراب یعنی نبیذ تمر سے وضو جائز ہے۔

جواب} سراسر دھوکہ اور سفید جھوٹ ہے اس لیے کہ "بِنَبِیذِ التَّمْرِ" کا لفظ بول کر شراب اور نشہ آور از خود گھڑ لیا اس لیے کہ نبیذ تمر نہ شراب ہے نہ نشہ آور۔ ہمارا چیلنج ہے کہ "بِنَبِیذِ التَّمْرِ" کو شراب یا نشہ آور کوئی وہابی ثابت کردے منہ مانگا انعام پائے۔

گھر کا مسئلہ} خود غیر مقلدین وہابی نبیذ تمر پاک لکھتے ہیں۔ چنانچہ عرف الجاوی ص ۹ میں ہے "نبیذ تمر پاک است" نبیذ تمر کا پانی پاک ہے۔

لیکن یہ اعتراض صرف عوام کو دھوکہ دہی کے لیے ہے ورنہ نبیذ تمر نہ شراب ہے، نہ نشہ آور اور یہ بھی احناف نے بوقتِ ضرورت وضو کے جواز کے لیے لکھا ہے کہ جس طرح دوسرے پانیوں سے وضو جائز ہے نبیذ تمر سے بھی وضو جائز ہے، کیونکہ نبیذ تمر ایک قسم کا پانی ہے، اسی لیے جب یہ میسر ہو تو تیمم نہ کرے۔

لطیفہ} احناف پر محض دھوکے سے اعتراض جڑ دیتے ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا اپنا پتلا بلکہ زبوں۔ ایک حوالہ ملاحظہ ہو مولوی وحید الزمان نے لکھا:

المنی طاهر سواء کان رطبا اویابسا مغلظا اوغیر مغلظ وغسله ازکی واولی وکذلك الدم غیر دم الحیض ولذلك رطوبة الفرج وکذلك الخمر وبول ما یوکل لحمه ومالا یوکل لحمه من الحیوانات ولا

نجس عندنا الا غائط الانسان وبوله۔

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، باب الانجاس، ص ۴۹، مطبوعہ بنارس الھند)

منی گیلی ہو یا خشک، گاڑھی ہو پتلی، خون رطوبت فرج شراب حلال وحرام جانوروں کا پیشاب سب پاک ہیں۔ اہل حدیث کے نزدیک سوائے انسانی پاخانہ پیشاب کے علاوہ کوئی چیز پلید ونجس نہیں۔

غیر مقلد "الا غائط الانسان وبوله" پڑھیں "لا نجس عندنا" کی ضرب لگائیں، دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر مر جائیں اس زندگی سے یہ موت ہزار درجہ بہتر ہے جس زندگی میں سوائے پاخانہ وانسانی پیشاب کے ہر چیز پاک وقابل استعمال سمجھی جائے مگر جس کھانے پر قرآن پڑھا جائے اس کو حرام قرار دیا جائے۔

سوال} تمہارے نزدیک حقے کے پانی سے وضو جائز ہے جیسا کہ احکام شریعت و بہار شریعت میں لکھا ہے۔

جواب} اس دیدۂ کور کو لفظ حقہ اور پانی اور جائز کے الفاظ تو نظر آ گئے مگر پانی اصلا نہ ہو تو کہ الفاظ شیر مادر سمجھ کر ہضم کرنے سے نظر انداز کر دیئے۔ احکام شریعت میں صاف صاف تحریر ہے کہ جب کسی قسم کا پانی میسر نہ ہو تو اس وقت بحالت مجبوری و بر بنائے ضرورت حقے کے پانی کے استعمال کی اجازت ہے، اس کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں کیونکہ

الضرورات تبیح المحظورات۔

یعنی ضرورتیں ممنوعہ اشیا کو مباح یعنی جائز کر دیتی ہیں۔

جواب ۲} فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا۔

(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۴۳)

اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔

میں لفظ "ماءً" نکرہ ہے جو مقام و حیز نفی میں واقع ہے اور قانون وقاعدہ ہے کہ نکرہ مقام نفی میں مفید عموم ہوتا ہے، تو "ماءً" تقاضا کرتا ہے کہ تیمم اُس وقت نائب یا خلیفہ ہے

جب کسی قسم کا پانی میسر نہ ہو اس عدو اہلِ سنت کو احکامِ شریعت اور بہارِ شریعت میں مذکورہ عبارت تو نظر آ گئی مگر اغلاط العوام میں مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت اور نزل الابرار میں وحید الزمان کی عبارت نظر نہ آئی۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب میں لکھا:

حقہ کے پانی کو بھی عوام ناپاک سمجھتے ہیں، اگرچہ اُس سے بچنا نظافت کے لیے ضروری ہے لیکن اس سے ناپاک ہونا لازم نہیں آتا۔

(اغلاط العوام یعنی عوام کے غلط مسائل، ذکر طہارت و نجاست اور نظافت وغیرہ کی اغلاط، ص ۲۵، ناشر ادارۃ المعارف کراچی، احاطہ دارالعلوم کراچی ۱۴)

اور وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

انه یجب علی الزوج اعداد الحقة لزوجها اذا کانت لها عادة بشرب الدخان۔

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، جلد الثالث، کتاب الاشربة، ص ۹۰، مطبوعه بنارس، الهند)

خاوند پر حقہ گھر میں رکھنا واجب ہے، اگر عورت کو حقہ پینے کی عادت ہے۔

دعویٰ نجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و حیوان مردار نا تمام است۔ (عرف الجادی، باب در بیان ازالہ نجاست، ص ۱۰)

خنزیر و کتے کے نجس العین ہونے اور شراب و خون جاری اور حیوان مردار کے پلید ہونے کا دعویٰ نامکمل اور بلا دلیل ہے۔

الخمر طاهر وحلال اکله اذ لا دلیل علی نجاسة۔

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، جلد اول، کتاب الطهارة، ص ۳۰، مطبوعه بنارس الهند)

شراب پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے کیونکہ اس کے پلید ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

سوال} اگر جانور یا مردہ سے مجامعت کی یا فرج سے باہر مجامعت کی اور انزال نہ ہوا

تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

جواب} اس مسئلے میں کون سی وجہ اختلاف و اعتراض ہے۔ عالمگیری میں یہ عبارت تو تم نے دیکھ لی اور اپنی کتاب نزل الابرار سے آنکھیں بند کرلیں، اس میں صاف لکھا ہے کہ

لو ادخل اصبعه فی دبره او ادخلت اصبعها فی فرجها لا يفسد الصوم.

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، باب مایفسد الصوم الخ، ص ۲۲۹، مطبوعه بنارس، الهند)

اگر مرد نے اپنی انگلی اپنے پاخانہ کی جگہ میں یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں داخل کی تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

ایک اور حوالہ پڑھ لیں:

لو جامع امراته فیما دون الفرج ولم ينزل لم يفسد.

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، باب مایفسد الصوم الخ، ص ۲۲۹، مطبوعه بنارس، الهند)

اگر کسی نے اپنی بیوی سے شرمگاہ کے علاوہ دوسرے مقام میں جماع کیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

اب فیصلہ خود کریں کہ عالمگیری غلط ہے یا عرف الجادی ونزل الابرار۔

سوال} حنفی مذہب میں ماں، بہن، بیٹی سے نکاح کرے' جماع کرے تو حد نہیں جیسا کہ ہدایہ میں موجود ہے:

من تزوج امرأة لا يحل نكاحها فوطئها لا يجب عليه الحد.

جواب} ہدایہ کی عبارت یہ ہے:

ومن تزوج امرأة لا يحل له نكاحها فوطئها لا يجب عليه الحد عند أبي حنيفة رحمه الله.

(الهداية شرح البداية، فصل في كيفية الحد وإقامته، جلد ٢، ص ١٠٢)

جس شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جس سے نکاح کرنا حلال نہ تھا، پھر اُس نے اُس عورت سے وطی بھی کر لی تو امام صاحب کے نزدیک اس شخص پر حد نہیں (بلکہ تعذیر ہے)

ناظرین کرام! یہاں چند چیزیں بھنی ضروری ہیں۔

(١) مذکورہ بالا عبارت میں "امرأة" سے کون سی عورتیں مراد ہیں۔

(٢) حد اور تعزیر میں فرق۔

(٣) ان دونوں میں سنگین سزا کیا ہے۔

(٤) امام صاحب کے نزدیک حد نہیں تو کیا تعزیر بھی ہے یا نہیں۔

(٥) اگر حد نہیں تو اس کی کیا وجہ، اگر تعزیر ہے تو اس کی کیا وجہ۔

(٦) زنا اور وطی بالنکاح میں فرق۔

(١) ان عورتوں سے مراد بالذات خالہ، پھوپھی، منکوحۃ الاب مطلقہ بائنہ ورجعیہ کی عدت میں اس کی ہمشیرہ سے نکاح جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

قال الشافعي رحمه الله إن كانت العدة عن طلاق بائن أو ثلاث يجوز لانقطاع النكاح بالكلية إعمالا للقاطع ولهذا لو وطئها مع العلم بالحرمة يجب الحد.

ولنا أن نكاح الأولى قائم لبقاء أحكامه كالنفقة والمنع والفراش والقاطع تأخر عمله ولهذا بقي القيد والحد لا يجب على إشارة كتاب الطلاق.

جیسا کہ ہدایہ شریف میں مرقوم ہے:

وهو نظير نكاح الأخت.

(الهداية شرح البداية، فصل في بيان المحرمات، جلد ١، ص ١٩٣)

حقیقی ماں اور حقیقی ہمشیرہ سے نکاح یہ تو کسی زمانہ اور کسی مذہب میں بھی محل نظر نہیں رہا جبکہ ہر زمانے میں ہر مذہب، ہر دھرم میں اس کو برا اور ممنوع سمجھا گیا۔ اگر شک وشبہ ہوسکتا تھا تو ان عورتوں کے متعلق جن کا تذکرہ ہم نے اوپر کیا، یہی وجہ ہے کہ یہ دشمن فقہ غیر مقلد وہابی کوئی فرضی صورت بھی نہیں پیش کرسکتے کہ جس میں امام ابوحنیفہ نے کہا ہو کہ اگر کسی نے اپنی ماں یا بہن سے نکاح کیا ہو، اگر دیانت صداقت ہے تو ایک فرضی صورت ہی پیش کریں مگر ایسا تم سے نہ ہوسکے گا۔ اب اصل مصداق مذکورہ بالا عورتیں اور اس قسم کی دوسری عورتوں میں ماں اور بہن نہیں۔

سوال} اگر مذکورہ عبارت سے مراد مذکورہ عورتیں ہیں مگر اس سے لازم آتا ہے کہ ماں اور بہن سے نکاح کر کے وطی کرے تو اس کو بھی حد نہیں لگنی چاہیے۔

جواب} یہ صورت نمبر ۲ پہلی صورت نمبر ۱ کو لازم ہے اور لازم مذہب مذہب نہیں ہوتا جیسا کہ مولوی وحید الزمان نے اپنی کتاب ہدیۃ المہدی پر صاف صاف لکھا ہے کہ

لازم المذهب ليس بمذهب.

لازم مذہب مذہب نہیں ہوتا۔

ہدیۃ المہدی کی عبارت حسب ذیل ہے:

لازم المذهب ليس بمذهب فان اهل الحديث كلهم يثبتون جهة الفوق لله تعالى وصحته الاشارة اليه وكذلك الاستواء والنزول والصعود وكذلك اليد والوجه والعين والاصابع وغيرها.

(هدية المهدى، الجزء اول، فصل لازم المذهب ليس بمذهب، ص ۱۱۷، ناشر اسلامی کتب خانه، سیالکوٹ)

خلاصہ تمام اہل حدیث اللہ کے لیے جہت فوق اشارہ نزول صعود ہاتھ، چہرہ، آنکھ، انگلیاں ثابت کرتے ہیں اور یہ ان کا مذہب ہے۔ اس سے اللہ کا جسم ہونا لازم آتا ہے تو وحید الزمان کہتا ہے کہ مذکورہ چیزیں ہمارا مذہب ہے، جسم ہونا مذہب نہیں کیونکہ لازم مذہب

مذہب نہیں ہوتا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مذکورہ عورتوں سے نکاح کر کے وطی کرے تو حد نہ ہونے سے لازم آتا ہے کہ ماں اور بہن کی صورت میں بھی حد نہ ہو غلط ہے کیونکہ لازم مذہب مذہب نہیں لہذا پہلی صورت میں حد نہیں اور ماں، بہن والی صورت میں حد ہے۔

(۲) حد اور تعزیر میں فرق یہ ہے کہ حد مقرر ہے سو کوڑے درمیانے سائز درمیانے انداز میں جسم کے مختلف حصوں پر اس طرح مارتے ہیں کہ مجرم ہلاک نہ ہو۔ (تعزیر) میں ایک کوڑے سے لے کر سٹر کوڑوں تک زور سے جسم کی ایک جگہ پر مارتے ہیں، اگر حکم وقت پہاڑ سے گرا دے یا دریا میں غرق کر دے، آگ میں جلا دے، چھت سے گرا دے اور اوپر سے پتھر بھی ماریں سب جائز و تعزیر ہیں جیسا کہ ہدایہ میں لواطت کی سزا کے بیان میں مرقوم ہے:

لاختلاف الصحابة فی موجبه من الإحراق بالنار وهدم الجدار والتنكيس من مكان مرتفع باتباع الأحجار.

(الهداية شرح البداية، فصل فی كيفية الحدود اقامة، جلد ۲، ص ۱۰۲)

لوطی کی سزا میں خود صحابہ کرام کا اختلاف تھا، کسی کا خیال تھا کہ اس پر دیوار گرا دی جائے، کسی نے کہا مکان سے گرا دیا جائے اور پتھر بھی مارے جائیں، کسی نے کہا کہ آگ میں جلا دیا جائے۔ لہذا یہ تعزیر ہے، حد نہیں۔

(۳) حد اور تعزیر میں سخت سزا تعزیر ہے، جیسا کہ خود وہابی مولوی وحید الزماں اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

قال ابوحنيفة اشد الضرب التعزير ثم حد الخمر ثم حد القذف ثم حد الزنا.

(نزل الابرار من فقه النبی المختار جلد ثانی، کتاب الحدود، ص ۳۰۳، مطبوعه بنارس، الهند)

اور امام ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

أنه على قدر عظم الجرم۔

(الهداية شرح البداية, فصل في التعزير, جلد ۲, ص ۱۱۷)

تعزیر جرم کے برابر ہوگی، اگر جرم بڑا تو سزا بڑی۔

خود وحید الزماں نے تعزیر میں قتل تک سزا کو جائز کہا "او یقتل تعذیرا" (نزل الابرار)

(۴) امام صاحب کے نزدیک مذکورہ صورت میں حد نہیں بلکہ تعذیر ہے۔

(۵) حد اس لیے نہیں کہ "والحدود تندری ء بالشبهات" کہ حد شبہ سے اُٹھ جاتی ہے۔ یہاں نکاح نے وطی کے حلال وحرام ہونے میں شبہ پیدا کر دیا اور حدیث پاک میں صاف موجود ہے کہ شبہات سے حدود کو اُٹھا دو مگر تعزیر ضرور ہے۔

نوٹ) زانی پر حد ہے، لوطی پر تعذیر ہے وغیرہ مسائل کا تعلق اسلامی معاشرہ سوسائٹی اور اسلامی حکومت واقتدار سے ہے۔

حدود وغیرہ وہاں ہی جاری ہوں گی جہاں حکومت ومعاشرہ اسلامی ہوں۔ کفر اور دارالکفر میں تو ایسے مسائل وحدود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب اسلامی معاشرہ میں کہ جہاں اسلامی حدود نافذ ہوں کسی کو اس حد تک معذور سمجھنا کہ وہ ماں اور بہن سے نکاح کرے تو حد ہے یا نہیں میرے نزدیک قطعاً غلط ہے۔

یہ صورت دوسری بعض عورتوں کے متعلق تو نکل سکتی ہے کہ اس کو اُن سے نکاح کے حرام ہونے کا علم نہ تھا مگر ماں اور بہن کے متعلق عقلِ سلیم اس حد تک جہالت کو اسلامی سوسائٹی میں تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ نیز بعض دوسرے فقہا کا "ان علم بہ" وغیرہ کی بعض صورتوں میں قید لگانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ہدایہ کی مذکورہ عبارت سے مراد ماں اور بہن کے علاوہ دوسری رشتے دار عورتیں ہیں کہ جن سے نکاح حلال نہ تھا اور اس نے نکاح بھی کیا اور وطی بھی۔ کتنا ہی جاہلیت کا تاریک دور آپ نکال لیں اس میں بھی ماں اور بہن

کے نکاح کی حرمت کا علم تھا، یہاں تک کہ ہندو سکھ عیسائی بدھ بلکہ سوشلسٹ دھرموں کے نزدیک بھی ماں اور بہن سے نکاح و وطی جائز نہیں۔ بس یہی میرا مقصود ہے کہ عبارت مذکورہ میں ماں بہن والی شق جاری کرنا غلط ہے۔

(٦) فِي الْفَرْعِ قَضَاءُ الْمُكَلَّفِ شَهْوَتَهُ فِي قُبُلِ امْرَأَةٍ خَالِيَةٍ عَنِ الْمِلْكَيْنِ وَشُبْهَتِهِمَا لَا شُبْهَةَ الِاشْتِبَاهِ. (العنایۃ شرح الهدایۃ، کتاب الحدود، جلد ۷، ص ۱۴۰)

کسی عاقل بالغ شخص کا کسی عورت کی قبل سے شہوت کو پورا کرنا مگر وہ عورت ملک نکاح میں بھی نہ ہو (ورنہ وہ بیوی ہے) اور ملک یمین میں بھی نہ ہو (ورنہ وہ لونڈی ہے) اور ان دونوں کے شبہ سے بھی خالی ہو۔ شبہ میں حسب ذیل عورتیں آتی ہیں:

(۱) باپ کی لونڈی (۲) ماں کی لونڈی (۳) بیوی کی لونڈی (۴) مطلقہ ثلاثہ فی العدۃ (۵) مطلقہ بائنہ فی العدۃ وغیرہ وغیرہ تقریباً آٹھ عورتیں ہیں۔ شبہ اشتباہ سے بھی خالی ہو جیسا کہ سالی کی چارپائی بیوی کی چارپائی کے ساتھ کہ اندھیرے میں بیوی سمجھ کر سالی کے ساتھ وطی کر لی شبہ ملکین ہو یا شبہ الاشتباہ ان دونوں صورتوں میں امام صاحب کے نزدیک و بعض دیگر فقہا کے نزدیک حد نہیں تعزیر ہے۔

فائدہ) اس مسئلے کی مزید توضیح یہ ہے کہ ایک ہے جرم، دوسرا ہے ڈبل جرم۔ کسی محرمہ سے نکاح کر کے وطی کرنا۔ ماں اور بہن ہی فرض کر لیں، یہ جرم ہی نہیں بلکہ ڈبل جرم ہے ایک نکاح دوسرا وطی۔ جرم کی سزا حد ہے، ڈبل جرم کی سزا حد نہیں بلکہ تعزیر ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک محارم سے نکاح کرنا جرم ہے یا ڈبل جرم۔ اگر جرم ہے تو سزا حد اور اگر ڈبل ہے تو سزا تعزیر، جس میں قتل غرق حرق ہدم الجدار وغیرہ سزا آ جاتی ہے۔ اب میں ان شاء اللہ العزیز دعویٰ سے کہتا ہوں کہ امام صاحب کے نزدیک یہ فعل بڑا جرم ہے، اس کی دلیل ہدایہ شریف کی عبارت ہے:

أنه ارتكب جريمة الخ.

(الهدایة شرح البدایة، فصل فی کیفیة الحد و اقامة، جلد ۲، ص ۱۰۲)

"جریمة" صیغہ مبالغہ کا ہے جس کا معنی ہے ذلیل و سخت اور بہت بڑا جرم۔ جب یہ بہت بڑا جرم ہے اور امام صاحب کے نزدیک سزا میں تعزیر بھی بہت بڑی سزا ہے، لہٰذا بڑے جرم کی سزا امام صاحب نے تجویز کی۔

لطیفہ) غیر مقلدین ایسے شخص کے لیے حد تجویز کر کے اس کو زندہ رکھنے اور مجرم کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ امام صاحب ایسے ناپاک شخص کے وجود سے معاشرے کو پاک فرما رہے ہیں۔ اس کا ثبوت برجندی کی حسب ذیل عبارت ہے:

لوطی کی سزا کے متعلق امام صاحب فرماتے ہیں:

فلا یجب الحد عند ابی حنیفه بل یعذر بان یحرقا بالنار او یهدم او ینکسا من اعلی موضع باتباع الاحجار. (جلد ۳)

لواطت کرنے والوں پر امام صاحب کے نزدیک حد نہیں بلکہ تعزیر ہے، ان دونوں کو آگ سے جلا دیا جائے یا کوڑوں سے مار دیا جائے یا مکان سے گرایا جائے اور ساتھ ساتھ پتھر مارے جائیں۔

بتاؤ وہابیو! سخت سزا تم نے دی یا امام صاحب نے۔ اب غیر مقلد اپنی کتاب کی عبارت کی وضاحت کر دیں۔

وقیل تحل له بنته من الزنا وان الحرام لا یثبته به الحرمة الخ.
(نزل الابرار)

اور کہا گیا ہے کہ زانی کے لیے اس کی زنا کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔

کیونکہ جناب! امام صاحب کے متعلق تو تم نے جھوٹ مگر زانی کے لیے تو بیٹی کا نکاح جائز کر دیا جس پر نہ حد لازم کی نہ تعزیر۔ اب خدارا بتائیں کہ مجرم کون ہے۔

وہابی) تمہارے نزدیک برہمن اور کھتری سے نکاح پڑھانا جائز اور وہابی سے احتراز لازم۔

جواب} برہمن کھتری منکر شانِ رسالت ہے وہابی مومن شانِ رسالت کی توہین کرنے والا نتیجہ خود نکال لیں۔

سوال} تمہارے نزدیک کوا کھانا جائز ہے جیسا کہ کتب فقہ ہے۔

جواب} فقہا نے کوے کی پانچ قسمیں لکھی ہیں جس کو حلال کہا وہ کوا نہیں جو حرام ہے اور جس کو حرام کہا وہ حلال نہیں۔ شامی میں اس کی تفصیل ہے۔ فقیر اُویسی غفرلہ کی مستقل تصنیف اس مسئلے میں موجود ہے۔ ہاں کالا کوا تمہاری برادری دیوبندی نے حلال لکھا بلکہ بارہا اس کے کھانے کے جشن بھی منائے۔ انہیں تم حنفی سمجھتے ہو، ہمارے نزدیک وہ بھی وہابی ہیں۔ تفصیل دیکھیے فقیر کا رسالہ "دیوبندی وہابی ہیں۔"

سوال} اگر نماز میں قرآن پاک پر نظر پڑ گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی اور عورت کی شرمگاہ نمازی دیکھ لے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (اشتہار)

جواب} کتنا بدباطن ہے وہابی کہ دو عبارتیں مختلف جگہ سے لے کر اور آپس میں ملا کر یہ تاثر دیا کہ احناف کے نزدیک نماز اور قرآن کی استغفر اللہ عظمت نہیں۔ حالانکہ مسئلے الگ الگ، باب الگ، کتاب کے صفحات الگ مگر پھر بھی اس سیاہ دل نے یہ غلط تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی۔ میں اس سراپا بے ایمانی غیر مقلد کو چیلنج کرتا ہوں کہ تم آپس میں تمام جکادری مل کر بھی ایک عبارت بھی کسی کتاب سے ثابت نہیں کر سکتے کہ جس میں ہو لو نظر فی القرأن تفسد صلوۃ۔ ایسی عبارت نکال کر پیش کرو ورنہ تحریف لفظی و معنوی سے توبہ کرو (اصل بات یہ ہے) کہ یہ جاہل عنید عالمگیری کی عبارت سمجھ ہی نہیں سکا اور نہ ہی اس میں فقہی عبارات سمجھنے کی صلاحیت ہے۔

وَيُفْسِدُهَا قِرَاءَتُهُ مِن مُصْحَفٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللهُ.

(الفتاوی الهندیة، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ و مایکرہ فیها وفیه فصلان جلد ا، ص ۱۰۱)

اور قرآن سے دیکھ کر پڑھنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

لِاَنَّ حَمْلَ الْمُصْحَفِ وَتَقْلِیبَ الْأَوْرَاقِ وَالنَّظْرَ فِیهِ عَمَلٌ کَثِیرٌ۔

(الفتاوی الھندیۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا وفیہ فصلان، جلد ۱، ص ۱۰۱)

کیونکہ قرآن کا اُٹھانا، اوراق پلٹنا اور قرآن میں دیکھنا یہ عمل کثیر ہے۔ جس کی نماز میں ضرورت نہیں۔

اس اجہل کو اتنا بھی علم نہیں کہ اس عبارت میں دعویٰ اور مسئلہ کون سی عبارت ہے اور دلیل کہاں سے شروع ہوتی ہے۔ دلیل کی ایک جزء کو دعویٰ اور مسئلہ سمجھ لیا اور لکھ دیا کہ قرآن پاک پر نظر ڈالنے سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اے جاہل مجیب "حَمْلَ الْمُصْحَفِ" سے دلیل شروع ہوتی ہے جس کی تین جزیں ہیں۔

امام صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن کریم سے دیکھ کر نماز پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، دلیل یہ ہے کہ اس فعل سے تین چیزیں لازم آتی ہیں:

(۱) قرآن پاک کا نماز میں اُٹھانا (۲) اوراق کا پلٹنا (۳) قرآن پاک میں دیکھنا۔

یہ تینوں کام جب اکٹھے ہو جائیں تو عمل کثیر بن جاتا ہے اور عمل کثیر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ صرف نظر کرنے سے امام صاحب کے نزدیک قطعاً نماز فاسد نہیں ہوتی جیسا کہ اسی صفحہ میں موجود ہے:

وَلَوْ نَظَرَ إِلَى مَكْتُوبٍ هُوَ قُرْآنٌ وَفَهِمَهُ لَا خِلَافَ لِأَحَدٍ أَنَّهُ يَجُوزُ۔

(الفتاوی الھندیۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا وفیہ فصلان، جلد ۱، ص ۱۰۱)

اگر کسی شخص نے کسی چیز پر قرآن لکھا ہوا دیکھا پھر اس کو سمجھ بھی لیا کسی بھی فقیہ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔

فائدہ) انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے ہوئے کم از کم فقہی عبارات اور اصطلاحات کو سمجھنے کے لیے کسی حنفی عالم کی چند یوم شاگردی اختیار کرنے کا شرف حاصل

کریں تا کہ دعویٰ اور دلیل مسئلہ اور وجہ مسئلہ میں فرق کر سکیں۔

"وَلَوْ نَظَرَ إِلَى فَرْجِ الْمُطَلَّقَةِ" والی عبارت بالذات اور بالاصالت (براہِ راست) رجعت کے ثبوت کے لیے تحریر کی گئی، جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاقِ رجعی دی تو عدت میں اگر اس کی نظر شہوت سے عورت کی شرمگاہ پر پڑ گئی تب بھی رجوع ثابت ہو جائے گا مگر نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ فقط نظر تو کسی چیز پر بھی پڑ سکتی ہے، اس میں نمازی کا کیا قصور ہے۔ نمازی کے سامنے سے انسان، حیوان، مرد، عورت، چھوٹا، بڑا، عریاں یا غیر عریاں سب گزر سکتے ہیں اور نمازی کی نظر بھی پڑ سکتی ہے، لیکن نماز فاسد نہیں کیونکہ اس میں نمازی کا کوئی قصور نہیں۔

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے } یہی گندے مسئلے دراصل وہابیوں کی فقہ میں ہیں۔ ملاحظہ ہو فقیر کی تصنیف "وہابی نامہ" اور "وہابیوں کے دلچسپ مسئلے" انہوں نے اپنے عیب چھپانے کے لیے احناف کی عبارات کو توڑ مروڑ کر کے احناف کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔ ذیل میں وہابیوں کی عبارات ملاحظہ ہوں:

☆ ولا تفسد لو اشار بالید اتفاقا و کذلک لو صافح بید واحد.

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، جلد اول، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الخ، ص ۱۰۸، مطبوعہ بنارس الهند)

اور نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نماز میں اس نے ہاتھ کے ساتھ مصافحہ بھی کیا۔

☆ انه لو سلم علی رجل غائب فقال السلام علی فلان لا تفسد.

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، جلد اول، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الخ، ص ۱۰۸، مطبوعہ بنارس الهند)

اگر کسی غائب شخص پر سلام کیا اور السلام علیکم کہا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

☆ وان قصد مع التفهیم القراءة اولم یقصد شیئا فلا تفسد صلوته.

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار، جلد اول، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الخ، ص ۱۰۹، مطبوعہ بنارس الھند)

اگر ایک آیت بھی قرآن سے بارادہ تفہیم پڑھی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

☆ وھکذا لو ظن انه اتم الصلوٰة فاستدبر القبلة وكلم الناس ثم ظهر انه لم يتم لا تفسد۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار، جلد اول، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الخ، ص ۱۱۱، مطبوعہ بنارس الھند)

اگر کسی شخص نے خیال کیا کہ اس نے نماز مکمل کر لی ہے پھر قبلہ کی طرف پیٹھ بھی کر لی اور لوگوں سے باتیں بھی کیں پھر یاد آیا کہ نماز مکمل نہ تھی تو اس کی نماز نہیں ٹوٹی، آگے پڑھنی شروع کر دے۔

حج وعمرہ پر اعتراضات

سوال} اگر کسی نے شہوت سے معانقہ کیا یا کسی چوپائے وجانور سے دخول کیا تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اگر انزال ہو گیا تو قربانی واجب، حج وعمرہ فاسد نہیں۔

الجواب} اس عبارت میں کون سی خرابی نظر آئی؟ اگر یہ فعل ثواب ہوتا تو قربانی کا حکم کیوں دیا جاتا؟ چونکہ یہ فعل غلط تھا اس لیے قربانی ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور چونکہ اس میں حج وعمرہ کا کوئی رکن ضائع نہیں ہوا اس لیے عدم فساد کا حکم لگایا گیا کہ فاسد نہ ہوگا۔ اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے جس طرح کوئی نمازی نماز میں ترک واجب یا تاخیر فرض کر دے تو سجدۂ سہو لازم اور نماز درست۔

گھر کی گواہی} جو مسائل احناف کے غلط بتائے اگرچہ غلط نہیں وہ ان کے گھر میں بھی جائز ہیں چنانچہ عرف الجادی میں ہے کہ

جماع قبل وقوف بعرفہ مفسد حج نیست۔

(عرف الجادی، باب در بیان فوات واحصار، ص ۱۰۴)

وقوف عرفہ سے پہلے جماع کرلیا تو حج فاسد نہ ہوگا۔

پس وطی قبل یا بعد وقوف پیش از رمی یا قبل طواف زیارت (الیٰ آخرہٖ) حج ش غیر باطل و ہیچ شئی لازم او نیست۔

(عرف الجادی، باب در بیان فوات واحصار، ص ۱۰۵)

وقوف عرفہ سے پہلے یا وقوف عرفہ کے بعد رمی جمار سے پہلے یا طواف زیارت سے قبل جماع کرے تو حج باطل نہ ہوگا اور فدیہ بھی لازم نہیں۔

انتباہ) وہابی غیر مقلد حج کا تصور کر کے بتائیں جب ہر جگہ اور ہر حال میں جماع جائز اور حج درست ہے تو پھر ارکان حج کس چیز کا نام ہے، اس کے خلاف تمام فقہا ایسی صورتوں میں حج باطل اور دم لازم کہتے ہیں، دیکھو" عالمگیری کتاب الحج"۔

اور اپنی کتاب نزل الابرار پڑھ کر دیکھ لیں

☆ وقالت الاحناف وجمهور العلماء من اهل المذاهب الاربعة اذا وطی المحرم فی الحج قبل الوقوف فسد نسکه۔

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، جلد اول، کتاب الحج، ص ۲۵۳، مطبوعه بنارس، الهند)

تمام احناف اور چاروں کے جمہور علما نے کہا کہ اگر کسی محرم با حج نے وقوف عرفہ سے پہلے وطی کی تو حج باطل ہو جائے گا۔

حنفی زکوٰۃ پر اعتراضات

سوال) ایک شخص کے پاس دوسو درہم ہیں اور اس پر زکوٰۃ لازم آتی ہے تو وہ حیلہ کر کے زکوٰۃ سے بچ سکتا ہے کہ سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے ایک درہم صدقہ کردے یا ہبہ کردے وغیرہ وغیرہ۔

جواب) تحریف و بہتان تراشی ہر بدمذہب کرتا ہے لیکن تحریف لفظی و معنوی کی بھی

کوئی شک قطع و برید و تحریف و خیانت میں یہ نام نہاد غیر مقلد اوّل رہے۔ اس عبارت سے آگے یہ صاف صاف لکھا ہے کہ یہ قول امام یوسف کا ہے اور امام محمد کا قول بالکل اس کے خلاف ہے، چنانچہ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

وَمَشَايِخُنَا رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى أَخَذُوا بِقَوْلِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى دَفْعًا لِلضَّرَرِ عَنِ الْفُقَرَاءِ۔

(الفتاوی الہندیہ، الفصل الثالث فی مسائل الزکاۃ، جلد ۶، ص ۳۹۱)

ہمارے مشائخ نے امام محمد کے قول کو لیا ہے اور حیلہ مذکورہ کو جائز نہیں رکھا کیونکہ اس میں فقرا کا نقصان ہے اور قول محمد میں فقرا کا نفع ہے۔

گھر کی گواہی) وہابی دراصل حیلہ کا لفظ دیکھ کر احناف پر برس پڑا حالانکہ حیلۂ شرعیہ ان کے نزدیک بھی جائز ہے، چنانچہ بیمار و مریض کو حق لگانے کے متعلق عرف الجادی میں موجود ہے۔

حق آنست کہ مباشرت جملہ شانہائے عثکال ضرور نیست بلکہ یکبار بزنند و این مثل مجملہ حیل جائزہ شرعی ست و مثل آن در قرآن کریم آمدہ۔ "خذ بیدك ضغثا"

(عرف الجادی، باب در بیان حد زانی، ص ۲۱۳)

حاصلِ کلام عرف الجادی یہ ہے کہ بیمار آدمی کو تمام کوڑے علیحدہ علیحدہ مارنا ضروری نہیں بلکہ اکٹھے کر کے ایک جھاڑو کی صورت میں باندھ کر مریض کو ایک دفعہ ماریں تو کافی ہے اور یہ حیلۂ شرعی قرآن پاک سے ثابت ہے۔

فائدہ) صاحب کو مجرم سے کتنا پیار ہے کہ نہایت پیار و اُلفت سے اس کے جسم کے ساتھ ایک جھاڑو لگائیں اور حیلہ کرلیں تا کہ شرط پوری ہو جائے۔ خوب شاندار طریقہ مجرم کو بچانے کا ایجاد کیا ہے۔ تم جو بھی کرو سب جائز و روا ہے اور ذرا اپنی کتاب نزل الابرار بھی پڑھ لیں۔

و کذلك بین الاحناف الحیلة فی اداءها لهاشمی ان یعطیه لفقیر

ثم هو يهدى الى الهاشمي وهذه الحيلة لا شك في جوازها۔

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، جلد اول، کتاب الزکوۃ، ص ۱۸۹، مطبوعہ بنارس، الھند)

اور اسی طرح احناف نے ہاشمی کو زکوۃ دینے میں ایک حیلہ بیان کیا ہے، وہ یہ ہے کہ پہلے زکوۃ فقیر کو دی جائے پھر وہ فقیر اپنی طرف سے وہ رقم بطور ہدیہ ہاشمی کو پیش کرے۔ یہ حیلہ بالکل جائز اور اس کے جواز میں کوئی شک نہیں۔

حیلۂ شرعیہ کے جواز کی تحقیق فقیر کے رسالہ "الاقساط فی حیلة الاسقاط" میں ملاحظہ ہو۔

سوال} عالمگیری میں لکھا ہے:

إِذَا أَصَابَتِ النَّجَاسَةُ بَعْضَ أَعْضَائِهِ وَلَحِسَهَا بِلِسَانِهِ حَتّٰى ذَهَبَ أَثَرُهَا يَطْهُرُ۔

(الفتاوی الھندیہ، الفصل الثانی فی الاعیان النجسة، جلد ۱، ص ۴۵)

اگر کسی عضو پر نجاست لگ جائے تو اس کو زبان سے چاٹ چوس لے یہاں تک کہ اس سے نجاست جاتی رہے تو پاک ہو جائے گی۔

جواب} وہابی غریب عالمگیری کی اس عبارت کو سمجھ ہی نہیں سکا اور یہ تاثر دیا کہ ہر قسم کی پلیدی چاٹنے سے عضو پاک ہو جاتا ہے[1] (☆) حالانکہ نجاست سے مراد شراب اور سرکہ جو مخلوط بالشراب ہو یا اس قسم کی دیگر نجاستیں ہیں اور اس دعویٰ کی دلیل یہ ہے کہ اس سے پہلے بحث ہی شراب، سرکے وغیرہ کی ہے۔

"وَمِمَّا يَتَّصِلُ بِذٰلِكَ مَسَائِلُ" اس بات کا قرینہ ہیں کہ اس نجاست سے مراد عام نجاست نہیں بلکہ شراب اور سرکہ مخلوط بالشراب ہیں۔

[1] لطیفہ} مولوی اشرف علی تھانوی نے بہشتی زیور میں عام پلیدی چاٹنے کا لکھا ہے، اس کے ہم ذمے دار نہیں کیونکہ وہ حنفی نہیں وہابی ہے۔

"اَلنَّجَاسَةُ" کا معرف باللام ہونا نجاست کا الف لام عہدی ہے اور اس کا معہود وہ نجاست ہے جو پہلے مذکور ہے اور وہ شراب وغیرہ ہے تو اس عبارت کی صحیح توضیح تو یہ تھی جو کردی گئی کیونکہ ہمارے فقہا کے نزدیک شراب نجس اور پلید ہے مگر چاٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لوگ شراب کی بوتلیں پی جاتے ہیں، اس نجاست سے مراد پاخانہ وغیرہ نہیں جسے یہ وہابی سمجھا۔ سچ ہے:

ظن الخبیث ینشاء عن قلب الخبیث۔

خبیث گمان خبیث دل سے ہی اٹھتا ہے۔

وہابی پیشاب نوشی } غیر مقلد وہابیوں کے نزدیک شراب ہی پاک نہیں بلکہ انسانی پاخانہ، پیشاب کے علاوہ ہر چیز پاک ہے، جیسا کہ نزل الابرار اور عرف الجادی میں ہے۔ شراب پاک ہے، اسی طرح ہر جانور کا پیشاب پاک ہے یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کی لعاب (تھوک) پاک ہے۔

اطمینان قلب وتسکین روح کے لیے حوالہ اپنے اکابر کا ملاحظہ فرمائیں:

ولو الطفل من النجاسة ثم شرب من مائع فلا ینجس المائع (الیٰ آخرہ) والدم ولو کان مسفوحا والقیح والصدید والقئی لا دلیل علی نجاستھا۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار، جلد اول، باب الانجاس، ص ۵۵، مطبوعہ بنارس الھند)

اگر کسی بچے نے پلیدی کھائی پھر دودھ وغیرہ پیا تو بقیہ دودھ پلید نہ ہوگا، اسی طرح خون جاری و پیپ اور قے وغیرہ اس کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں۔

گستاخی کی سزا } پیشاب ودیگر غلیظ اور پلید چیزوں کو پاک کہنا باقاعدہ فتاویٰ جاری کرنا ان پر غضب خداوندی ہے اور اس بے ادبی وگستاخی کی سزا جو انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب اقدس نجس اور پلید ہے۔ (تفصیل دیکھیے

فقیر کی کتاب "الدلائل القاھرۃ فی ان فضلات الرسول طیبۃ وطاھرۃ")

سوال) اگر بکری کا بچہ گدھی یا سورنی کا دودھ پلا کر پالا گیا تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں؟

جواب) جو فقہ اور فقاہت کے دشمن ہوں اُن کو ایسے دقیق مسائل سمجھنے سے کیا تعلق۔ اس بے علم کو یہ بھی پتہ نہیں کہ حلت وحرمت، نجاست وطہارت کا حکم تشکلات پر ہوتا ہے ماہیات اور حقائق پر نہیں۔

سورنی کا دودھ حرام ہے نہ کہ بکری کے بچے کا گوشت۔ کھانے والے کے سامنے بکری کا گوشت ہے سورنی کا دودھ نہیں۔ اگر اس گوشت کو اس لیے حرام کہا جائے کہ اس جانور نے سورنی کا دودھ پیا تھا تو مجھے پھر یہ بتائیں کہ غلاظت کے ڈھیر کھیتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ مولی، پالک، گوبھی، آلو، شلغم، گاجر وغیرہ تمام چیزیں اس کھیت میں پیدا ہوتی ہیں تو کیا یہ تمام چیزیں پلید اور حرام ہیں، ہرگز ہرگز نہیں کیونکہ غلاظت کا وہ تشکل باقی نہ رہا جس پر نجاست کا حکم تھا۔ جبکہ نزل الابرار میں ہے:

فالملح الذی کان حمارا او خنزیرا طاھر یحل اکلہ۔

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار، جلد اول، باب الانجاس، ص ۵۰، مطبوعہ بنارس، الھند)

وہ گدھا اور خنزیر جو نمک کی کان میں نمک بن جائیں ان کا کھانا حلال ہے۔

ایک اور حوالہ بھی سن لیں:

ولو سقی ما یوکل لحمہ خمرا فذبح من ساعتہ حل اکلہ۔

(نزل الابرار، ص ۴۳)

اگر کسی حلال جانور کو شراب پلائی گئی اور اس کو فوراً ذبح کر دیا تو اس کا کھانا حلال ہے۔ کیونکہ اُصول فقہ کا ضابطہ ہے کہ شئے کی حقیقت کی تبدیلی کے احکام بدل جاتے ہیں لیکن ان غریبوں کو اُصول فقہ کا کیا علم؟ چند اُردو ترجمے پڑھ کر خود کو مجتہد سمجھتے ہیں۔

سوال} اگر آدمی کا پسینہ یا ناک کی رینٹ شوربے میں گر پڑے تو اُس شوربے کا کھانا حلال ہے۔

الجواب} غیر مقلد وہابیوں کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ ان کے نزدیک سوائے تین چیزوں کے انسان کا پاخانہ، پیشاب، دم حیض ہر چیز پاک ہے، جیسا کہ ہم پہلے حوالہ جات نقل کر چکے ہیں۔ مذکورہ بالا چیزوں کو تو کسی نے بھی نجس نہیں کہا، اگر کہا ہے تو حوالہ پیش کریں۔

کتے اور خنزیر کا جھوٹا ہی پاک نہیں بلکہ پیشاب و پاخانہ بھی پاک ہے۔ (نزل الابرار، ص ۵۰، ۵۵)

اگر خود ایسے فتاویٰ جاری کریں تو ان سے کون پوچھے کہ جب پاخانہ و پیشاب وہ بھی خنزیر کا پاک ہے تو پھر تمہارے ہاں پلیدی کس چیز کا نام ہے۔

سوال} ایک شخص کے پاس ایک بورہ ہے جس میں ایسے درہم ہیں جن پر قرآن پاک کی آیت لکھی ہوئی ہے یا اس میں فقہ و تفسیر کی کتابیں یا مصحفِ مجید ہے اور وہ شخص اس بورے پر بیٹھا یا سویا ہے، پس اگر بقصدِ حفاظت اس نے ایسا کیا تو خیر کچھ ڈر نہیں۔ (عالمگیری)

جواب} فقہائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا نورِ فراست دیا تھا کہ آئندہ آنے والے سوالات کے جوابات بھی وہ خود ہی تحریر فرما گئے۔ اگر کسی اندھے نجدی کو نظر نہ آئیں یا جاہل وہابی کو سمجھ نہ آئیں تو یہ ان کی فہم کا قصور ہے۔

عبارتِ مذکورہ بالا میں یہ عبارت بقصدِ حفاظت اس سوال کا جواب ہے، اگر قرآن کریم کی حفاظت اسی ایک صورت میں ہی ممکن ہو کہ بورے کے اوپر بیٹھ جائے یا سو جائے تو جائز ہے کیونکہ اب اس کی نیت قرآن مجید کی حفاظت مطلوب ہے کہ سوائے اس صورت کے اس کی حفاظت ممکن نہیں، شئے کے وجود کو باقی رکھنے کے لیے اگر اس کی تعظیم و تکریم نہ ہو سکے تو کون سا حرج ہے، پھر یہاں بیٹھنا بھی بالعرض ہے کیونکہ بیٹھنا دو وجہ ہے:

(۱) بالذات (۲) بالعرض

بقصدِ حفاظت بیٹھنے اور سونے کا تعلق قرآنِ پاک سے بالعرض ہے اور بالذات
ورے سے۔ کیونکہ صاف صاف واضح موجود ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک بورہ ہے تو
مل اور بالذات وہ شخص بورے پر بیٹھا ہے نہ کہ قرآن کریم اور مقصد و ارادہ کا تعلق
الذات سے ہوتا ہے بالعرض سے نہیں۔ اسی طرح جرم عذاب کا تعلق بھی بالذات سے
ہوتا ہے، بالعرض سے نہیں۔ کسی فقیہہ نے بھی بالذات بیٹھنے کو جائز نہیں کہا بلکہ کفر تک لکھا
ہے۔ اسی فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ قرآن پاک پر پاؤں رکھنا کفر ہے۔

رَجُلٌ وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى الْمُصْحَفِ إِنْ كَانَ عَلَى وَجْهِ الاسْتِخْفَافِ
يَكْفُرُ. (الفتاویٰ الھندیہ، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلۃ والمصحف، جلد ۵، ص ۳۲۲)

اگر کسی نے قرآن پاک پر از روئے استخفاف پاؤں رکھا تو کافر ہو جائے گا۔

ایک مثال} یہ مسئلہ اسی طرح ہے کہ قرآنِ مجید مکان کے اندر رکھا ہے اور ہم مکان
کے اوپر کام کرتے ہیں۔ مستری، مزدور سارا دن چھت پر رہتے ہیں، اس سے انہیں یہ کوئی
نہیں کہتا کہ وہ قرآن کی بے ادبی کر رہے ہیں بلکہ سب کو معلوم ہے کہ اس وقت بالذات
مقصد تعمیر مکان یا کوئی اور کام ہے، نہ کہ قرآنِ مجید کی بے ادبی و گستاخی۔

چھلنی بولے تو کیوں} احناف کو قرآنِ مجید کی بے ادبی کا الزام لگانے والے
اب خود ان کا پردہ عام چوراہے پر چاک ہو گیا ہے اور احناف کا قرآنِ مجید کا ادب و عشق کا
چرچا عام ہو رہا ہے، وہ اس لیے کہ آئے دن اخبار میں خبریں آتی ہیں کہ فلاں مقام پر قرآن
جلایا گیا اور عوام نے جلانے والے کی مٹی پلید کر دی، خوب مرمت کی بلکہ اسے سنگسار کر کے
مار ڈالا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن جلانے والے وہابی، دیو بندی، مودودی
فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور جلانے والے عوام بریلوی حنفی مسلک سے۔ علاوہ ازیں حجاج
کرام و زائرین مدینہ منورہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں کہ نجدی وہابی قرآنِ مجید سے
کتنا برا سلوک کرتے ہیں، ان میں بعض ایسے بدمزاج ہوتے ہیں کہ پاؤں سے قرآن مجید
کو روندتے نظر آتے ہیں اور قرآن مجید کی طرف پاؤں پھیلانا، قرآن مجید کی طرف پیٹھ

قرآن پاک کو (استغفراللہ) گندگی میں پھینکنا، اس پر بیٹھنا، پاؤں کے نیچے رکھ کر
بلند جگہ سے کھانا اُتارنا درست و جائز ہے۔ (کتاب تحریق اوراق) نقل از اشتہار قہر سلطانی۔

لطیفہ} ان کے مفتیوں کے فتوی پر ان کے عوام نے عمل کیا تو احناف کے عوام
نے عشق کے مفتی پر۔

✖ ✖ ✖ ✖ ✖ ✖